تنزیل و تاویل

تفسیر سورۂ کافرون

از جناب مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی

قُل یَا اَیُّہَا الکَافِرُونَ - الف لام عہد خارجی کا ہے یعنی وہ خاص شخص یا گروہ جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ یا جو مخاطب ہے یا جس کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے جیسے جاءالرجل۔ وہ خاص شخص آیا۔ یہاں الکافرون سے مراد قریش کے چند مخصوص کفار ہیں۔

الکافرون۔ کفر یکفر مثل نصر کفراً۔ انکار کرنا اس کے اصلی معنی ڈھانکنا ہیں۔ رات کو کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی تاریکی میں سب کو ڈھانک لیتی ہے۔

لی فیک اجر مجاھد ان صبح ان اللیل کافر

اے شب فرقت مجھے تجھ میں ایک مجاہد کا ثواب ہے۔ کیونکہ تو کافر ہے۔

کسان کو بھی کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ تخم کو زمین میں ڈھانک دیتا ہے۔ کفارہ۔ گناہ کا بدلہ جو گناہ کو ڈھانک دے۔ اس کے بعد یہ لفظ انکار اور حق پوشی کے معنوں میں مستعمل ہونے لگا ہے

بعض جاہل کفار نے حضرت سے کہا۔ یا محمدؐ! تم ایک سال ہمارے بتوں کی پوجا کرو۔ اور ہم تمہارے خدا کی ایک سال عبادت کریں گے۔ ان کے جواب میں یہ سورت اتری۔

لَا اَعبُدُ مَا تَعبُدُونَ۔ مضارع پر لا بھی آتا ہے اور ما بھی۔ لا مستقبل کے لیے آتا ہے۔ اور ما حال کے لیے۔ ما افعل میں نہیں کرتا ہوں۔ لا افعل میں نہیں کروں گا۔

عبادۃ۔ عبد مثل نصر انتہائی تذلل و فروتنی۔ اسی سے مشتق ہے طریق معبّد خوب روندا ہوا راستہ
اور ثوب ذو عبدۃ صاف چکنا کپڑا۔ اسی لیے انتہائی عاجزی کی جو صورت اسلام میں
مقرر کی گئی ہے، یعنی سجدہ غیر خدا کے لیے جائز نہیں۔

کیا تعظیم کرنا، گردن جھکانا بھی ناجائز ہے؟ نہیں۔ بزرگوں کی تعظیم تو ضروری ہے۔
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ۔ ماں باپ کے لیے ذلت و فروتنی کے بازو جھکا دے۔

کیا عبد فلان کہنا یا ایسا نام رکھنا جائز ہے؟ عبد کا لفظ تین جگہ مستعمل ہوتا ہے۔

(۱) مخلوق جیسے عبداللہ۔ عبدالرحمن۔ عبدالقادر وغیرہ اس معنی کے لحاظ سے سوائے
خدائے تعالیٰ کے کوئی شخص کسی کا نہ مخلوق ہے نہ عبد۔

(۲) زرخرید غلام۔ فقہ کی تمام کتابیں عبد کے اس معنی سے بھری پڑی ہیں۔

(۳) مطیع فرمانبردار۔ خادم۔ حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو ان کے پہلے خطبہ میں ہے۔ کنتُ
عبدہٗ وخادمہ میں رسول خدا کا بندہ تھا خادم تھا۔ حضرت علیؓ سے کسی یہودی نے چند
سوالات کیے۔ آپ نے اس کے جواب باصواب دیے۔ تو اس نے پوچھا أَنْتَ نبی من الانبیاء
کیا آپ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر ہیں؟ آپ نے فرمایا ویحک! انا عبد من عبید محمد تجھ پر افسوس
ہے میں تو محمد کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔ یہاں عبد یا بندہ کا لفظ یعنی مطیع و خادم کے ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ۔ اے محمدؐ تم کہو اے اللہ اور دین
حق کے منکرو! میں نہ پوجوں گا ان بتوں، ان دیوتاؤں، ان گذشتہ لوگوں کو جن کو تم پوجتے ہو۔

وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ۔ اور نہ تم اس خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہو
جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُّمْ۔ اور نہ میں پوجنے والا ہوں۔ اس طرح جس طرح تمہاری پوجا ہوتی ہے۔

وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس طرح میں عبادت کرتا ہوں۔ یعنی میرا اور تمہارا معبود بھی الگ ہے۔ اور طریقۂ عبادت بھی جدا ہے۔ پہلے کے دو ما بمعنی الذی موصول ہیں۔ یعنی وہ جس کی عبادت کی جاتی ہے۔ اور دوسرے دو ما بمعنی مصدر ہیں۔ یعنے پوجا پوجنا۔ ہمارے مختار معنی پر ان جملوں میں پہلے جملوں کی تاکید نہیں ہے۔ بلکہ تاسیس ہے یعنے نئے اور جدا معنے ہیں۔

دین۔ بدلہ اور جزا مذہب اور دھرم۔ کما تدین تدان۔ جیسا کروگے ویسا بھروگے

دِنَّاهُمْ کَمَا دَانُوا ہم نے ان کو ویسا ہی بدلہ دیا جیسا انھوں نے کام کیا تھا۔

دِیْنِ۔ کسرۂ نون سے اس کی اصل دینی ہے۔ یا تخفیفاً حذف کیگئی اور کسرہ رکھا گیا تاکہ حذفِ یا پر دلالت کرے۔

لکم دینکم ولی دین۔ تمکو تمہارے کاموں کا بدلہ ملے گا۔ اور مجھکو میرے کاموں کا۔ یا تم اپنا باطل دہرم نہیں چھوڑتے تو میں اپنا حق مذہب کیوں کر چھوڑ سکتا ہوں۔ اس آیت کے معنی بعض لوگ ایسے کرتے ہیں جس سے نکلتا ہے، کہ تم اپنے دھرم پر رہو۔ اور ہم اپنے مذہب پر رہیں گے۔ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ آیت اجازت جنگ سے پہلے کی ہے۔ لہذا منسوخ بھلا آپ نے پہلے ایسے معنی ہی کیوں لیے جن پر منسوخیت کا دعوی کرنا پڑا۔

فضل فونٹن پن

نمبر ۲۸۶۔ جونیر ۱۱۰۔ نیا اسٹاک آچکا ہے

خوبصورت پائدار قیمت واجبی علاوہ اس کے سامان اسٹیشنری وکاغذ وغیرہ خط وکتابت سے طلب فرمائیے۔

فدا علی محمد علی تاجر کاغذ پتھر گٹی حیدرآباد دکن